آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے　　پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

سیمانچل اور اس کے اطراف میں

وہابیت کے تباہ کن اثرات

از

محمد ساجد رضا قادری رضوی

نام کتاب: سیمانچل اور اس کے اطراف میں وہابیت کے تباہ کن اثرات

مرتب: محمد ساجد رضا قادری رضوی

ناشر : انجمن اصلاح معاشرہ جگناتھ پور
آباد پور بارسوئی کٹیہار بہار

md sajid reza qadri rizvi

jamea nooria maharajpur

ps.pukhria.distt.malda .bengal

Gmail:mdsajidrezareza7120@gmail.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سیمانچل مشرقی بہار کے اضلاع قدیم پورنیہ، کٹیہار، اررریہ، کشن گنج کو کہتے ہیں ،یہ اضلاع اربعہ انگریزی عہد اقتدار میں ایک ضلع ،،پورنیہ،، پر مشتمل تھا، اس کو فلک اور اجرام فلکی نے نہ جانے کتنے بار آباد اور ویران ہوتے دیکھا ، یہ تو پتہ نہیں البتہ یہاں کے کھنڈرات اور قدیم آثارات سے پتہ چلتا ہے کہ یہ علاقہ ست یگ سے آباد ہے،نہیں تو اتنی بات یقینی ہے کہ عہد مہا بھارت کے بھی پہلے سے آبادی چلی آرہی ہیں ، کیونکہ اس عہد کی اینٹیں جو کہ اسکوائر میں ہوتی تھی ، بیلوا کے مقام میں گز بھر کھودنے سے نکل آتی ہیں ، بلکہ ایسی اینٹوں کی ایک مندر چھت ندادر دنہایت خستہ حالت میں کھڑی ابھی تک موجود ہے، سیمانچل اور اس کے اطراف میں مسلمان 1200ء

ہی میں آباد ہو گئے تھے،جیسا کہ محمد قاسم فرشتہ نے لکھا ہے۔

بختیار لکھنوتی کے ساتھ ساتھ بنگالہ کے بہت سے پرگنوں ربھی قبضہ کرلیا،اس کے علاوہ جاجنگر ،بہار،دیوکوٹ اور بارسوئی میں اپنے نام کا خطبہ وسکہ جاری کیا۔

انگریزی عہد اقتدار سے قبل فوجداروں کے عہد میں قدیم پورنیہ کے علاوہ مزید موجودہ مغربی بنگال کے اضلاع مالدہ اور دیناج پور،مدھے پورہ اور مونگیر کے کچھ کچھ حصے شامل تھے،اوراس سے قبل مذکورۃ الصدر تمام اضلاع کے علاوہ مزید کچھ ضلع راج محل،پنڈوہ اور گوڑیا لکھنوتی کے بادشاہ اور نوابوں کے زیر تحت رہا،یہ علاقہ صدیوں تک ولایت بنگالہ کا حصہ رہ چکا ہے،اوراب صوبہ بہار میں داخل ہے،

انگریزوں کی آمد سے قبل عموماً سیمانچل سمیت ولایت بنگالہ کے لوگوں کی تعلیمی حالت قابل دیدنی تھی ، چونکہ ہر چارسو لوگوں کی آبادی میں ایک اسکول یعنی مدرسہ ہوا کرتا تھا ،لہذا آبادی کے لحاظ سے پوری ولایت بنگالہ میں اسی ۸۰ ہزار مدرسے تھے،جنہیں حکومت،سرکاروں

اور زمینداروں کی سر پرستی حاصل تھی ،یقیناً اس قدر مدارس کی موجودگی اس بات پر دال ہے کہ اُس وقت واقعی لوگوں کی تعلیمی حالت آسمان ثریا کی بلندی پر تھی ،اورذہانت و فطانت کے انمول چشمے ابل رہے تھے۔اورمزید تین ہزار خانقاہیں سونے پرسہا گہ،لہذا پورے ہندوستان کی طرح پوری ولایت بنگالہ بھی خانقاہوں کے زیر اثر تھا، جہاں پر سے دنیاداروں کوخدارسیدہ بنایا جاتا تھا خلوص وللّٰہیت اوراحترام انسانیت کی تعلیم دی جاتی تھی ،جھوٹ فریب سے نفرت اور ظلم وستم کے خلاف آوازیں اٹھائی جاتی تھی غرض ہندوستانیوں کی طبیعت میں مکاری وفریب کاری وغیرہ نہ تھیں ،سادہ مزاج تھے اور بڑی سادگی سے زندگی بسر کرتے تھے ،لیکن انگریزوں نے آکر ہندوستانیوں کی ذہانت و فطانت کے سرچشموں کومحوے خاک کردیا ،مکاتب و مدارس اور خانقاہوں کے نام ونشان مٹا دئے ،اورعموماً

باشندہ گان ہند اور خصوصاً مسلمانوں کو جہالت و ناخواندگی کی عمیق کھائی میں ڈھکیل دیا، جیسا کہ انگریز تجزیہ کار آنریبل انفنسٹن اور آنریبل ایف وارڈن نے اعتراف کیا ہے۔

انصاف یہ ہے کہ ہم نے ہندوستانیوں کی ذہانت کے چشمے خشک کرائے، ہماری فتوحات کی نوعیت ایسی ہے کہ اس نے نہ صرف ان کی علمی ترقی اور ہمت افزائی کے تمام ذرائع ختم کر دیئے، بلکہ حالت یہ ہے کہ قوم کے اصل علوم بھی گم ہو جانے کا اندیشہ ہے۔

کسی بھی تعلیم یافتہ قوم پر تا دیر حکومت نہیں کی جا سکتی، اسلئے ہندوستانیوں کو جہالت و ناخواندگی کی قعر مذلت میں ڈالنے کیلئے مدارس کے نام ونشان مٹا دیئے، جس کی وجہ سے ہندوستانیوں کی مذہبی تشخص بھی پائمال ہو کر رہ گئے، مذہبی عبادات اور رسوم و قیود سب کچھ ذہنوں سے محو ہو گیا تھا، البتہ صرف مسلمانوں کو مسلمان ہونا اور ہندوؤں کو ہندو ہونا یاد رہ گیا تھا، ایسے عالم جہالت و ناخواندگی

میں انگریز نے دین نصاریٰ کی تبلیغ و اشاعت کیلئے یورپ سے پادریوں کی جماعت بھی بلالی ،اور ہوش مند ہندوؤں نے بھی چیتنیہ فرقہ کی تجدیدواحیاء کی ،اور مسلمان چکی کے دونوں پاٹوں کے بیچ پس کر اس قدر ٹوٹ پھوٹ گئے کہ آج تک سنبھل نہیں سکے ان کی جہالت وپسماندگی اور دماغی جمودو تعطل یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ جانوروں کو حلال کرنے کے لئے چند کلمات بھی یاد نہیں ہوتے تھے،کوئی پیر،فقیر یاعالم دین کہیں سے آجاتے تو ان سے چھری پر ان کلمات کا دم کرالیتے ،جس سے برسہا برس تک جانوروں کو حلال کیا کرتے تھے۔

۱۷۵۷ء سے ۱۹۰۰ء صدی عیسوی تک کی مدت کم لمبی نہیں ہو تی ،اس عرصہ میں نسل کی نسلیں ناخواندگی کے عذاب میں غرق ہوگئیں تھیں تب جاکر موجودہ سیمانچل کے خاص پورنیہ میں جناب الٰہی بخش

صاحب مرحوم نے قطب پورنیہ حضرت مولانا شاہ محمد خواجہ حفیظ الدین لطیفی برہانی قدس سرہ کے مقدس ہاتھوں سے ایک مدرسہ بنام ،،چشمہ رحمت،،قائم کیا ،پھر خود قطب پورنیہ نے خانقاہ تکیہ رحمٰن پور میں ۱۹۰۳ء کو خانقاہ کے ساتھ ایک مدرسہ کی بنیاد بھی ڈالی ،اور ۱۳۲۴ھ (۱۹۰۳ء) میں اور ایک مدرسہ شیتل پور مبارک پور تھانہ چانچل موجودہ ضلع مالدہ مغربی بنگال میں ارباب دانش وبینش نے قائم کیئے ،اس کے علاوہ بنگال وسیمانچل کی تاریخ میں اورکوئی قدیم مدارس نظرنہیں آتی۔

تقریباً چالیس پچاس برس تک کوئی ایک بھی مدرسہ کہیں پر قائم نہیں ہوا ،گویا کہ غیر منقسم بنگالہ کی تعلیم وتربیت کا بھار انہیں تین مدارس پرتھیں ،بعدازیں ملک کی آزادی تک علاقے میں دوچار اور بھی مدرسے کا اضافہ ہوا،اوران میں سے ایک دارالعلوم لطیفی کٹیہار

بھی ہے، جہاں سے راہ پا کر سیمانچل و مغربی بنگال میں وہابیت کا ورود نامسعود ہوا۔

چنانچہ علاقائی کتب تواریخ وسیر سے یہ بات صاف روشن ہے کہ ۱۵ ۱۹ عیسوی کے آغاز تک جب کہ پورے ملک ہندوستان کے ہر قصبہ وشہر میں وہابیت (غیر مقلدیت ،دیوبندیت) کے جراثیم پھیل چکے تھے،مگرالحمداللہ یہ علاقہ محفوظ رہا،حضرت مولانا محمد خواجہ ساجد عالم مصباحی لطیفی رحمٰن پوری اپنے جد امجد سراج السالکین قطب پورنیہ حضرت خواجہ شاہ حفیظ الدین لطیفی برہانی علیہ الرحمہ کی سوانح حیات میں فرماتے ہیں ،کہ اگر کہیں اکا دکا گمراہ گر مولوی بھولے بھٹکے اپنے مذموم ومسموم اور باطل عقائد و افکار کی ترویج و اشاعت کے لئے آجاتے تو ان کی سرکوبی کے لے آپ اپنے شاگردو ں کی فوج کے ساتھ ہمہ وقت تیار رہتے تھے،اور واقع میں آپ کی

وفات تک یہ علائق وہابیت، یا وہابیائی فرقوں کے جرثومہ سے پاک وصاف رہے، اوران فرقوں کے جرثومہ اس وقت پھیلے جب قطب پورنیہ علیہ الرحمہ ۱۹۱۵ء میں راہی ملک بقاہو گئے۔

وہابیت کے دخول کی قدر تفصیل یہ ہے کہ مولوی عابد حسین چنڈ ی پوری جو کہ حضرت قطب پورنیہ کے شاگرداور سلاسل مرید کے خلیفہ تھے، اس نے اپنے پیر کے خواہش کی تکمیل کیلئے شہر کٹیہار میں ایک دارالعلوم ۱۹۳۸ء میں قائم کیا، سات آٹھ برس تک یہ مدرسہ اپنے اسلاف کی روش پر قائم اوراپنے پیر کے مسلک پر گامزن رہا، پھراس کے بانی نے دارلعلوم کے دو مدرس ،،مولانا امام الدین اور مولانا عبدالرزاق ،،کوعلم کی پختگی کیلئے دارالعلوم دیوبند بھیجے اوراس کی مالی طور پر کفالت کی ،اورفراغت کے بعدان دونوں کواپنے دارالعلوم میں سابقہ مدرسی کی خدمات پر بحال کردیا، چند برس خاموش تبلیغ کی ،یعنی

دارالعلوم کٹیہار سے طلباء کو دارالعلوم دیوبند میں دستار بندی کیلئے منتقل کرنے لگے جب ان کی تعداد کچھ بڑھ گئی تو دونوں اعلانیہ دیوبندیت کا پرچار کرنے لگے۔

دارالعلوم لطیفی کی بنیاد اہل سنت علماء وعوام کے خون اور پسینہ کا ثمرہ ہے، اس کے اسٹیج سے دیوبندی نما وہابی مذہب کی تبلیغ واشاعت کیسے برداشت کی جاسکتی ہے، لہذا اہل سنت کے علماء وعوام نے پہلے اس کے بانی سے ان دونوں مولویوں کو نکالنے کی فریادیں کی، رفتہ رفتہ یہ تحریک کی شکل اختیار کرلی ،کٹیہار سے لیکر پٹنہ پیر خانہ تک کے ارباب حل وعقد نے مولوی عابد حسین کو خوب سمجھایا بجھایا، مگر سب لا حاصل رہا مولوی عابد کی ضد کے آگے کسی کی ایک نہ چلی ،علماء وعوام نے صرف فریاد پر اکتفانہیں کیا بلکہ ان سے متعدد بار مناظرہ ومباحثہ بھی کیے لیکن مولوی عابد حسین اپنے پیر حضرت قطب پورنیہ کے

مسلک سے منحرف ہونا گوارہ کیا مگر دو دیوبندی فاضل کو اپنے دارالعلوم کی چاکری سے برطرف کرنا مناسب نہ سمجھا،آخر نتیجہ وہی برآمد ہوا،سیمانچل اوراس کے اطراف میں نوآموز نوآبادیاتی وہابیائی فرقے دیوبندیت اور مصدر دیوبندیت یعنی غیر مقلدیت نے رفتہ رفتہ قدم جمالیا،جس کے واحد ذمہ دار مولوی عابد حسین ہے۔

سیمانچل اوراس کے اطراف کے اضلاع مالدہ،دیناج پور وغیرہ میں مسلمان ۱۲۰۰ویں صدی میں آئے تھے،اس وقت سے لیکر شیر شاہ کے عہد تک تنہا اہل سنت کی اجارہ داری رہی،پھر اہل تشیع آباد ہوئے ،تب سے لیکر تقریباً ۱۹۴۰ء تک مسلمانوں کا یہی دوفرقہ موجود رہا،پھر نجد عرب کی ملت شکن اور ایمان کش انگریزی نوآبادیاتی فرقہ ،،وہابی مذہب،،کے ذیلی فرقے دیوبندیت ،غیر مقلدیت اور بعد میں مودودیت بھی آئے،جس نے مسلمانوں کے ناک ونقشہ بگاڑ کر

رکھ دیئے ،ایمان کی حلاوتیں اور لذتیں بدل کر رکھ دی،گھر گھر میدان جنگ بن کر رہ گیا۔ہندوستان میں وہابیہ ابتداًبراہ راست انگریز کے ٹکڑوں پر پل رہے تھے،اور اب یہودیت بنام سعودیت کے رحم وکرم پر گزر اوقات کرتے ہیں،اور بدلے میں وہابیت کی اشاعت وتبلیغ کرتے ہیں،لہذا اس طوفان بلا خیز سے وہی شخص بچ سکا جو اپنے اسلاف کو حق پر تصور کرتا رہا،اور اسی کے راستے پر چلنے کو نجات اخروی کا سبب جانتا رہا،وہابیہ کے ٹکڑوں میں پلنے کی بجائے دولت ایمان کو حرز جاں بنائے ہوئے رہا۔

غرض مدعا یہ ہے کہ سیمانچل اور اس کے اطراف میں وہابیت کے اثرات نمایاں ہیں،دیو بندی وہابیوں نے حنفیت کی ردا اوڑھے اہل سنت کے طبقہ احناف پر اپنا اثر ڈالا اور لوگوں کو دیو بندی وہابی بنایا،اور غیر مقلدوں نے رفع یدین کے لفافہ میں بند ہو کر اہل سنت

کے طبقہ شافعیہ کو اپنی گرفت میں لیا، اور ان کو غیر مقلد وہابی بنایا۔ دیوبندیت کے اثر کو دفع کرنے کے لے اہل سنت کے حنفی طبقہ نے بکثرت مدارس قائم کیئے، لیکن شافعیہ کی جانب سے غیر مقلدیت کے اثرات دور کرنے کی کسی نے ادنی کوشش بھی نہیں کی، اپنے نہ غیر، سیما نچل اوراس کے اطراف، مالدہ بنگال، دیناج پور، میں شافعی المذہب مسلمانوں کی اچھی خاصی تعداد بستی ہیں، اور وہ لوگ اپنے آپ کو شیر شاہ وادی کہلاتے ہیں، شیر شاہ وادی مسلمانوں کے ماضی کی تاریخ نہایت تابناک رہی ہے، یہ وہ قوم ہے جو صدیوں پہلے ہندوستان کے انتہائی علاقہ افغانستان و خراسان کے درمیان کوہ سلیمان میں آباد تھی، مورخ ہند محمد قاسم فرشتہ لکھتے ہیں۔

افغانیوں کو اہل ہند پٹھان کہتے ہیں، اس کی وجہ تسمیہ معلوم نہ ہوسکی، لیکن خیال یہ ہے کہ اسلامی بادشاہوں کے عہد میں جب پہلی بار یہ قوم ہندوستان میں آئی

تو پٹنے (پٹنہ) میں آباد ہوئی اس لئے اہل ہندان کو پٹھان کہنے لگے۔

چنانچہ اسی قبیلہ کی ایک شاخ آگے چل کر شیر شاہ وادی کہلائی ،جس کا آغاز مشہور بادشاہ ہند شیر شاہ سوری کے زمانے سے ہوا،یعنی شیر شاہ سوری اپنے جن پٹھان برادریوں کو متحد کر کے تخت وتاج حاصل کیا تھا ، انہیں لوگوں نے اپنے آپ کو شیر شاہ وادی کہلانا شروع کیا ،اور آج ان کی تعداد کافی حد تک پہنچ چکی ہے ،اور کافی مقدار میں یہ لوگ سیمانچل اور اس کے اطراف مغربی بنگال کے اضلاع مالدہ و دیناج پور وغیرہ علائق میں بسی ہوئی ہیں ، یہ لوگ ابتدا ہی سے اہل سنت کے دونوں مذہب حنفی اور شافعی پر عمل پیرا تھے،دیگر مسلم برادریوں کی طرح یہ برادری بھی وہابیت سے متاثر ہوئے ،دیوبندیت اور غیر مقلدیت نے حنفیت اور شافعیت کا لبادہ اوڑھ کر حنفی اور شافعی اہل سنت کو اپنے اثر میں لیا، پہلے پہل اپنی وہابیت سے تکیہ کر کے ان کی مساجد پر امامت کیئے ،اور ان کو رفتہ رفتہ غیر

مقلدیت بنام وہابیت کی گہری کھائی میں ڈھکیل دیا، اسلئے ،اور انہیں
پھسانا آسان ہوا کہ وہابیوں کے ظاہری اعمال اور اہل سنت شافعیہ
وحنفیہ کے اعمال قدر مشترک ہیں۔جنہیں دیکھ کر یہ برادری بھی ان
کے ادرش جال میں پھنس گئے ،اور ایمان واسلام کا جنازہ نکال لیا
،احناف شیر شاہ وادیوں میں مذہبی بیداری تو آگئی ہے
،اور دیوبندیت کے مقابلے میں مدارس کے جال بھی بچھا دئے ہیں
لیکن شافعیہ کو،،وہابی غیر مقلد،،سمجھ کر ہم نے ان سے قطع تعلق کرلیا
،جس کے نتیجہ میں وہابیہ غیر مقلدین کو میدان صاف ملا،اور بچے کچے
شافعیہ کو بھی وہابی بنانے لگ گئے،لیکن آج بھی ان میں ایمان
ویقین کی پیاسی روحیں مضطرب ہیں،اور وہابیت کے ایمان شکن
عقائد وافکار کے ظلم سے تڑپ رہی ہیں،اس سماج کے چند عمر رسیدہ
بزرگوں کو جنہیں میں جانتا تک نہیں،ایک مختصر سفر کے دوران ملاقات

ہوئی تھی ،جس میں انہوں نے اپنے دل کے احوال کھول کر رکھ دیے ،اور میں نے بھی ان کے سماج کا مطالعہ کیا تو اس بزرگ کی باتوں کی تصدیق ہوگئی کہ پہلے ان کا مذہب کیا تھا اور اب کیا ہوگیا ہے، پہلے کیسی ایمان کی باد بہاری چل رہی تھی اور اب کیسی مسموم وصر صر وہابیت کی باد خزاں چل رہی ہے، پہلے میلاد وقیام ،نذر ونیاز ،عرس بزرگان دین، سبھی معمولات اہل سنت پر عمل کیا جاتا تھا،مگر اب انھیں شرک و بدعت کہہ کر وہابی علما ءنے بند کروادیا ،ایک بزرگ بڑے افسوس سے کہنے لگے کہ پہلے ہم لوگ شافعی تھے ،مگر اب ہمارے مولاناؤں نے شافعیت کا نام لینا شرک قرار دیا ہے ،اور اس کی بجائے ،،سلفی ،، کہنے کی ترغیب دی جارہی ہے۔

تعجب ہے کہ غیر مقلدوں نے امام شافعی کی تقلید کو شرک قرار دیا ،اگر نسبت ہی کی وجہ سے شافعی اور حنفی مسلمان مشرک ہیں ،تو پھر

غیر مقلدین اپنے آپ کو، سلفی، کہلا کر شرک کی تہمت سے کیسے بچ سکتے ہیں، بلکہ اس سے بھی بڑھ کر غیر مقلدین مشرک ہوئے، چونکہ ائمہ اربعہ کے مقلدین ایک ایک امام کے دامن سے وابستہ ہے، اور الزام یہ ہے کہ مقلدوں نے اماموں کو خدا بنالیا ہے۔ اگر یہی بات ہے تو غیر مقلدین بے انتہا لوگوں کو امام تسلیم کرتے ہیں، کیونکہ لفظ،، سلفی،، اسی بات پر دلالت کرتی ہے، اور ان کی ہر باتوں پر آمنّا صدقنا کہتے ہیں ان کی اقتدا کرتے ہیں، لہذا اس قرینہ سے غیر مقلدین نے بے انتہا اماموں کو خدا بنالیا، کیونکہ جو قرینہ وہاں موجود ہے وہی قرینہ یہاں پر بھی دامن گیر ہے۔ اللہ تعالیٰ غیر مقلدین کو عقل اور ہدایت نصیب کرے۔

خیر میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ شیر شاہ وادی شافعی مسلمانوں کی گھر واپسی کیسے ممکن ہے، اور ان کے درمیان سے وہابیت کے

اثرات کیسے زائل کئے سکتے ہیں، ناچیز کے گوشہ ذہن میں ایک خیال پرورش پا رہا ہے، جس کا ذکر احقر نے ان میں سے چند علمائے کرام کے سامنے کیا جو الثقافۃ السنیہ کیرلہ کی تنظیم سے جڑے ہوئے ہیں ،اور ان علائق میں جگہ جگہ مساجد و مدارس کے قیام کا انتظام کرتے ہیں ، یہ دین کی ایک بہترین خدمت ہے ،ان سے عرض کیا کہ زندہ دل شافعی حضرات جو کہ ابھی تک وہابیت کی دلدل میں پھنسے نہیں ہیں ،اپنے بچوں کو اہل سنت والجماعت (بریلوی) کے مدارس میں تعلیم حاصل کرنے بھیجتے ہیں ،ان کا کوئی رہبر و رہنما نہیں ہے ،کوئی پرسان حال نہیں ہے ،البتہ غیر مقلد علما ء جو کچھ انہیں بتلاتے ہیں شافعیت کے نام پر اسی طرح عمل کرتے ہیں ،لہذا ان علائق میں جس جا پر بھی شافعی المذہب مسلمان وہابیہ غیر مقلدین کے چنگل میں پھنسے ہوئے ہیں ،ان کے درمیان مساجد و مکاتب قائم کئے جائیں ،ان میں شافعی

المذہب امام ومدرس ہی متعین کیئے جائیں،چونکہ اس علاقہ میں شافعی المذہب مسلمان تو ہیں مگران میں شافعی علماء کی نہایت ہی قلت ہے،اس لئے ابتداً کیرلہ یا جہاں پر سے بھی ہوشافعی المذہب علماءوائمہ کی خدمات حاصل کیئے جائیں،یہ کام اگرچہ نہایت ہی جاں گدازاورصبرآزما ہے،لیکن بفضلہٖ تعالیٰ امید ہے کہ جس طرح خربوزہ کو دیکھکر خربوزے رنگ پکڑتے ہیں،اسی طرح ایک نہ ایک دن ضرورمحنت تبلیغ رنگ لائے گی،اورجنہیں اپنے شافعی ہونے کا احساس ہےوہ لامذہبی بننے سے بچ جائین گے،ایک گاؤں میں سب نہیں توکم ازکم مذبذب حضرات ہی سہی راہ راست پرضرورآئین گے۔

میرےاس خیال کی بھرپورتائیدکی،لیکن اپنی مجبوری یہ بتائی کہ یہ تنظیم وہابی علاقوں کے لئےنہیں ہے،اورنہ ہی اس بستی کیلئے ہے جہاں پرسنیوں کے درمیان چندوہابی بھی بستے ہوں،یہ سن کرحد درجہ

دل ملول ہوا، کہ اس قدر بیجا شدت سے سنیت کو کوئی قابل قدر فائدہ پہنچنے والا نہیں ہے، بلکہ وہابیوں کے درمیان آباد چند غریب سنیوں کو بھینٹ چڑھانا ہوا۔ واقعی اگر یہی بات ہے تو ان کے نزدیک ارشاد و تبلیغ کی راہیں مسدود ہیں، اسجینٹ حضرات سے میری التماس ہے کہ تنظیم کے اعلی عہدے داروں سے رابطہ کر کے اس بیجا لایحہ عمل کی جانب ان کی توجہ مبذول کرائیں، اور حکمت بھرے مبلغانہ اصول کے تحت شافعی بھائیوں کے گھر واپسی کیلئے عملی اقدام اٹھائیں، تا کہ ہمارے سنی بھائی ہم سے الگ نہ ہونے پائیں۔

حافظ محمد ساجد رضا قادری رضوی

مدرس شعبہ حفظ و قرات

مدرسہ جامعہ نظامیہ مہاراج پور تھانہ پوکھریہ ضلع مالدہ بنگال

موبائل نمبر 8016176516

ماخوذات ومراجع

(۱) تاریخ فرشتہ جلد اول ص ۴۷ اردو ترجمہ عبدالحی خواجہ
(۲) روشن مستقبل ص ۱۸ بحوالہ نقش حیات از حسین احمد ٹانڈوی
(۳) حیات حفیظی ص ۲۳۔ از خواجہ ساجد عالم لطیفی رحمٰن پوری
(۴) شاہ حفیظ الدین اور جہان علم ودانش ص ۲۸ از۔۔۔۔